الجامع الفرید

﴿مجموعه ٦ رسائل﴾

مــؤلفات

مجدد الدّعوة الاسلامية شيخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

١١١٥ھ ـــــــ ١٢٠٦ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللہ ثاقب

من اصدارات

المكتب التعاونى للدّعوة وتوعية الجاليات بالربوة

Islamic Propagation Office in Rabvah

P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

تفسیر

کلمہ توحید

تالیف

مجدد الدّعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

۱۱۱۵ھ ـــــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللہ ثاقب

المکتب التعاونی للدّعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالرّبوۃ
Islamic Propagation Office in Rabvah
P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد الدعوۃ الاسلامیہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ کلمہ توحید لا الٰہ الاّ اللہ کے مفہوم پر روشنی ڈالیے تا کہ اس کی حقیقت ہماری سمجھ میں آجائے۔ چنانچہ امام الدّعوۃ السّلفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سیر حاصل علمی مقالہ سپرد قلم فرمایا جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

ہر مسلمان کے علم میں یہ بات رہنی چاہئے کہ کلمہ توحید ہی کفر اور اسلام کے درمیان حدّ فاصل ہے۔ یہی کلمۃ التقوی اوعروۃ الوثقیٰ ہے اور اسی کلمہ توحید کے بارے میں ارشا ہے:

﴿......وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً......﴾ [الزخرف:۲۸]

''اور یہی کلمہ اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تا کہ وہ (خدا کی طرف) رجوع کریں۔

کلمہ توحید کا صرف زبانی اقرار کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ منافقین بھی اس کا زبانی اقرار کرتے' نمازیں پڑھتے اور صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ بایں ہمہ وہ جہنم میں اسفل السافلین میں ہوں گے۔

کلمہ توحید کے اقرار کا اسی وقت فائدہ ہوگا جب کہ دل میں اس کی محبت ومعرفت ہو۔ اور اہل ایمان سے بھی محبت واخوت ہو اور یہ محبت اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک کہ کلمہ توحید کے مخالفین سے عداوت اور دشمنی نہ ہو۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من قال لاالٰـه الاّ اللّٰه خالصاً من قلبه ''.

''جو شخص خلوص دل سے لا الٰہ الاّ اللہ کا اقرار کرے''۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''من قال لاالٰـه الاّ اللّٰه وکفر بما یعبد من دون اللّٰه ''.

''جوشخص لا الٰـہ الاّ اللّٰہ کااقرار کرے اور جن غیراللہ کی عبادت کی جاتی ہے ان سب کا انکار کرے''۔

اس کے علاوہ بھی کتب صحاح میں احادیث نبویہ موجود ہیں جوکلمہ توحید کے صرف زبانی اقرار کرنے والوں کی جہالت اور گمراہی پر دلالت کرتی ہے۔

اس بات کوخاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ کلمہ توحید میں نفی اور اثبات دونوں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل کے علاوہ اولیاء اللہ اور صالحین امت سے الوہیت کی نفی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ سے الوہیت کا ثبوت ہے۔

اس بات کوسمجھنے کے بعد اُس الوہیت پر غور کرنا چاہئے جسے اللہ نے اپنے لیے خاص کیا ہے اور تمام مخلوق حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام سے بھی نفی ہے اور فرمایا کہ رائی برابر بھی ان میں صفتِ الوہیت نہیں۔ اور وہ یہ الوہیت ہے جس کوعوام الناس سر اور ولایت کے نام سے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہ کے معنیٰ ہیں ایسا ولی جس میں کوئی بھید یا سرّ ہو دوسرے لفظوں میں ایسے ولی کوفقیر اور شیخ کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ اور کچھ لوگ السید بھی کہتے ہیں۔

[آج کل کی بولی میں ایسے شخص کے لئے ''شاہ صاحب'' کالفظ عام بولا جاتا ہے]

اولیاء اللہ کے بارے میں یہ تصوّر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کوایک خاص مقام اس لئے عطا فرمایا ہے ک لوگ ان کی طرف مائل ہوں ان سے اپنی امیدیں وابستہ کریں۔ ان سے پناہ طلب کریں اور ان کومیرے اور اپنے درمیان وسیلہ بنائیں۔

پس ہمارے اس دور کے مشرکین ان اولیاء کواپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کوالٰہ کہتے تھے اور واسطہ حقیقت میں الٰہ ہی کو کہتے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کا کلمہ توحید لا اِلٰـہ الاّ اللّٰـہ کا اقرار کرنا وسیلہ کی تردید ونفی کرتا ہے۔

مندرجہ بالا نکتہ کوٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے دو باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ کوعلم ہے کہ رسول اللہ

ﷺ جن کفار ومشرکین سے جنگ کرتے رہے اور جن کے قتل کرنے، مال لوٹنے اور جن کے بچوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنانے کو جائز قرار دیا تھا وہ توحید ربوبیّت کے قائل تھے توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا اور کائنات میں مدبّر الامور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کریم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يَّخْرُجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيَخْرُجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ﴾ [یونس:۳۱]

''ان سے پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے۔ یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے۔ جھٹ دیں گے کہ اللہ ہی ہے''۔

مندرجہ بالا فرمان الٰہی پر غور فرمایئے! آیت کریمہ جن امور کا تذکرہ کیا گیا ہے کفار عرب ان سب کو مانتے اور اقرار کرتے تھے۔ نیز وہ صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے، حج اور عمرہ بھی ادا کرتے اور اس کے علاوہ بھی وہ عبادات بجالاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوف کی وجہ سے بعض محرمات سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور نہ ہی ان کی جانوں اور مال ومتاع کو محفوظ قرار دیا۔

مندرہ بالا اعمال حسنہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر قرار دیا۔ ان کو قتل کرنا اور ان کا مال چھین لینا جائز کیوں رکھا؟ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے توحید الوہیّت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کو پکارا جائے نہ کسی سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔ اللہ کے سوا کسی سے فریاد نہ کی جائے۔ کوئی جانور غیر اللہ کے لیے ذبح نہ کیا جائے نہ کسی مقرب فرشتہ فرشتے کے لئے اور نہ ہی کسی نبی اور رسول کیلئے۔ پس جو شخص غیر اللہ سے فریاد کرتا ہے۔ یا غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتا ہے یا غیر اللہ کے نام کی نذر ونیاز مانتا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قارئین کرام کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ وہ مشرکین عرب جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی، وہ صالحین کو پکارا کرتے تھے۔ جیسے ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور دوسرے اولیاء کرام وغیرہ اور یہ بھی اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق ہے، وہی رازق ہے اور وہی کائنات کا انتظام وانصرام کرنے والا ہے۔ بایں ہمہ ان کو کافر قرار دیا گیا۔

اگر کوئی مشرک یہ کہے کہ ہم جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق، خالق اور مدبر الامور ہے۔ لیکن یہ صالحین جن کو ہم پکارتے ہیں اور جن کے نام کی ہم نذر ونیاز دیتے ہیں اور جن کی قبور پر جا کر ہم فریاد کرتے ہیں ہم کو ان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے ہیں اور بس۔ ورنہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خالق ومالک اور کائنات کا نظم ونسق صرف اللہ تعالیٰ کے ہی تصرف اور قبضے میں ہے۔

ایسے شخص کو یہ جواب دو کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہ ہی عقیدہ تھا کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور ملائکہ ودوسرے اولیاء کرام کو پکارا کرتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ یہ ہستیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور بس قرآن کریم ان کے اس عقیدے کی یوں وضاحت کرتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾

[الزمر:۳]

''جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں''۔

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ [یونس:۱۸]

''یہ لوگ خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں''۔

جب آپ نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ کفار ومشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔یعنی خالق، رازق اور مدبر کائنات صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھنا۔ بایں ہمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ملائکہ اور اولیاء کرام کی تعریف میں رطبُ اللسان رہنے سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرنے والی یہی بزرگ ہستیاں ہیں اور خصوصاً نصاریٰ میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جو رات دن حتیٰ کہ وہ لوگوں سے تھلگ ہوکر کنائس میں زُہد کی زندگی بسر کرتے۔ان اوصاف حمیدہ کے باوجود وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ ان نفوسِ قدسیہ کو پکارتے ان کے نام نذر و نیاز دیتے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے رہے۔

ان مشرکانہ عقائد کو سمجھنے کے بعد آپ پر اسلام کی حقیقت واضح ہوجائے گی جس کی طرف رسول مکرم ﷺ نے دنیا کو دعوت دی کہ:

"بدأ الاسلام غريباً وسيعود غريباً كما بدأ".

اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجائیگی کہ اکثر لوگوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

پس اے میرے بھائیو! اللہ سے ڈرو اور حقیقی اسلام کو اوّل تا آخر سمجھو، اور اس کی اساس کلمہ توحید لا الٰہ الاّ اللہ کو مضبوطی سے تھام لو اس کے معنی ومفہوم کو سمجھو، کلمۂ توحید اور اس کے حاملین سے محبت کرو۔اور ان ہی کو اپنا بھائی بناؤ اگر چہ یہ لوگ یہ تم سے دور کسی دوسرے ملک میں ہی کیوں نہ ہوں اور ہر طاغوت سے انکار کردو اور ہر طاغوتی طاقت اور اس کے حلیفوں سے علیحدگی اختیار کرلو اور ایسے لوگوں سے بھی تمہارا مقاطعہ ضروری ہے جو کسی بھی طاغوتی طاقت کی حمایت کرتے ہوں۔اور یا کہتے ہوں کہ ان کے بارے میں ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ان کا یہ کہنا اللہ پر سراسر کذبِ وبہتان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکلّف ٹھہرایا ہے کہ وہ ہر طاغوت کا انکار کریں اور اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں اگر چہ وہ ان کے سگے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ کلمہ توحید کو مضبوطی سے تھام لیں تا کہ جب اپنے رب کے حضور پیش ہوں تو مشرک نہ ہوں۔

﴿......اللّٰهم توفنا مسلمين والحقنا بالصّالحين ......﴾ (آمین)

ہم اپنی گفتگو کو ایسی آیت کریمہ پر ختم کرتے ہیں جس کو سمجھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دور کے مشرکین کا کفران مشرکین سے بہت بڑا ہے۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴾ [بنی اسرائیل:۱٦۷]

''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو۔ اور انسان ہے ہی ناشکرا''۔

اس آیت کریمہ کو غور سے پڑھو۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کا ذکر کیا ہے۔ جن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو اپنے تمام بزرگوں اور مشائخ کو چھوڑ دیتے تھے اور کسی سے بھی استغاثہ فریاد نہیں کرتے تھے۔ بلکہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کو اپنی تمناؤں کا مرکز بنا لیتے تھے اور صرف اللہ ہی سے استغاثہ فریاد کرتے تھے۔ لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی تو شرک میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

دوسری طرف جب آپ موجودہ دور کے مشرکین کو دیکھو گے جن میں بعض بزعم خود وہ عالم و فاضل اور زہد و اجتہاد کے مدّعی بھی ہوتے ہیں۔ جب ان کو کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو عین حالت مصیبت میں بھی وہ غیر اللہ سے فریاد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے کہ معروف کرخیؒ شیخ عبد القادرؒ جیلانی، حضرت زید بن خطاب، حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاللہ المستعان اور سب بڑا ظلم یہ ہے کہ بعض اوقات طواغیت، کافر، اور سرکش لوگوں سے بھی استغاثہ کرتے ہیں جیسے شمسان، ادریس (اشقر) اور یوسف وغیر۔

﴿......واللہ تعالیٰ اعلم......﴾

رسالہ

نواقضُ الاسلام

تالیف

مجدد الدّعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

۱۱۱۵ھ ــــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللہ ثاقب

الـمكتب التعاوني للدّعوة وتوعية الـجالـيات بالرّبوة
Islamic Propagation Office in Rabvah
P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس بات کو اچھی طرح جان لیجئے کہ ابن آدم پر سب سے پہلے جو چیز فرض کی گئی تھی کہ وہ طاغوت سے کفر کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اس کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾

''اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو''۔

طاغوت سے کفر کی صورت یہ ہے کہ تم غیر اللہ کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھو۔ اسے بغض اور عداوت رکھتے ہوئے اس کو چھوڑ دو۔ اور جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کو کافر سمجھ کر ان سے دشمنی رکھو۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے معنی ہیں کہ تم یہ عقیدہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا اور وہی معبود واحد ہے۔ اور یہ کہ عبادت کی تمام اقسام کو اسی کے لئے خالص سمجھو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودان باطل سے نفی کر دو۔ نیز اہل اخلاص سے محبت و اخوت کا رشتہ جوڑو۔ اور مشرکین سے بغض و عداوت رکھو۔

یہی وہ ملت ابراہیم علیہ السلام ہے جس نے اس سے اعراض کیا اس نے اپنے آپ کو بے وقوفوں میں شمار کر لیا۔ اور یہ وہ اسوہ حسنہ ہے جس کی رب کریم ہمیں خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اَبَداً حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [الممتحنة:٤]

''تمہیں ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے جب انہوں نے

اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم س اوران (بتوں) سے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو بے تعلق ہیں (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں (ہوسکتے) اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی''۔

{ا}......اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

﴿ اَنَّ اللّٰهَ لایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفَرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ﴾ [النساء:١١٦]

''خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا''۔

﴿اِنَّـهُ مَـنْ یُّشْـرِکُ فَـقَـدْ حَـرَّمَ الـلّٰـهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةُ وَمَأوٰهُ النَّار وَمَا لِلظّٰالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَار﴾ [المائدة:٧٢]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔

غیر اللہ کے لیے کسی جانور کو ذبح کرنا بھی شرک کی ذیل میں آتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی جن یا کسی صاحب قبر کے لئے کوئی جانور ذبح کرے۔

{۲}......جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی کو وسیلہ سمجھ کر پکارے اس سے سفارش کا طلب گار ہو اور اس پر کسی قسم کا توکل اور بھروسہ کرے۔ ایسے شخص کو اجماعی طور پر کافر قرار دیا گیا ہے۔

{۳}......جو شخص مشرکین کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے ایسے شخص کو بھی کافر قرار دیا گیا ہے۔

{۴}......جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے کوئی دوسرا طریقہ افضل ہے یا رسول

اللہ ﷺ کے فیصلے سے کسی دوسرے شخص کا فیصلہ احسن ہے جیسے آنحضرت ﷺ کے فیصلے پر کسی طاغوت کو افضل سمجھتا ہوتو ایسا شخص کافر ہے۔

{٥}......جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں سے کسی ایک حکم سے بغض وعداوت رکھے اگر چہ اس پر عمل بھی کرتا ہو۔ پھر بھی اسے کافر قرار دیا گیا ہے۔

{٦}......جو شخص شریعت محمدیہ میں سے کسی بھی ایک حکم یا اس کے ثواب وعقاب کا مذاق اڑائے۔ ایسے شخص کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

﴿ **قُلْ أَبِاللّٰهِ وَ آيَاتِهِ وَرَسُوْلِه كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ ٥ لاَ تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** ﴾ [التوبة:٦٥-٦٦]

''کہو! کیا تم خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو''۔

{٧}......جادو وعطف بھی اس کے ذیل میں آتا ہے۔ لہٰذا جو شخص جادو کرے۔ یا جادو پر رضامندی کا اظہار کرے ایسے شخص کو بھی کافر قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ **وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلاَ اَنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُر** ﴾ [البقرة:١٠٢]

''اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں۔ پس تم کفر میں نہ پڑو''۔

{٨}......مشرکین کی مدد کرنا۔ یا مسلمانوں کے خلاف ان سے تعاون کرنا۔

جیسا کہ حکم الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَاِنَّهُ مِنهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

[المائدة:٥١]

''اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

{۹}......جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بعض افراد کو شریعت محمدیہ پر عمل نہ کرنے کی اجازت ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے حضرت خضر علیہ السلام کو اجازت تھی۔ تو ایسا شخص بھی کافر ہے:

{۱۰}......دین الٰہی سے اعراض کرنا نہ تو اس کا علم کرنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمّنْ ذُكِّرَ بآيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾

[السجدة:٢٢]

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں''۔

مندرجہ بالا دس نواقض الاسلام ہیں۔ البتہ (مکروہ) مجبور شخص مستثنیٰ ہے۔ لہٰذا مندرجہ امور حد درجہ خطرناک ہیں اور یہی امور کثرت سے واقع بھی ہوتے ہیں۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ان سے بچائے۔ اور ان میں گرفتار ہونے سے ڈرتا رہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور دردناک عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

﴿......وصلّى اللّٰه تعالىٰ على خير خلقه محمد و آله و صحبه اجمعين......﴾

معنى

الطاغوت

ورؤس انواعه

تالیف

مجدد الدّعوة الاسلامية شيخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

۱۱۱۵ھ ـــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللّٰہ ثاقب

المكتب التعاونى للدّعوة وتوعية الجاليات بالرّبوة
Islamic Propagation Office in Rabvah
P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاد رکھئے کہ لفظ طاغوت میں عمومیت میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے اور وہ اپنی عبادت پر راضی ہو۔ خواہ وہ معبود یا متبوع یا مطاع ہو وہ طاغوت ہے۔ ویسے تو دنیا میں طاغوت بے شمار ہیں لیکن ان میں سے بڑے بڑے پانچ یہ ہیں:

{۱}......شیطان جو غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰا بَنِىْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا الشَّيْطٰنَ اَنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْن ﴾

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

{۲}......وہ جابر اور ظالم حکمران جو احکامِ الٰہی میں ردّ و بدل کا مرتکب ہو۔ جیسے

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمِنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلاَ لاً بَعِيْدًا﴾ [النساء:٦٠]

''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں۔ ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس سے اعتقاد نہ رکھیں۔ اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر رستے سے دور ڈال دے''۔

{۳}......وہ حاکم وقت بھی طاغوت ہے جو کتاب وسنت کے موافق فیصلہ نہ کرے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [المائدة:٤٤]

''اور جو خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں''۔

{۵}......اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی علم غیب کا دعویٰ کرے وہ بھی طاغوت ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلىٰ غَيْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضىٰ مِن رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ [الجن:٢٦/٢٧]

''(وہی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس (کو غیب کی باتیں بتا دیتا اور اس) کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے''۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الانعام:٥٩]

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے''۔

{۵}......اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی جائے اور وہ اپنی عبادت پر خوش ہو وہ بھی طاغوت ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [الانبياء:٢٩]

''اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ خدا سوا میں معبود ہوں تو اسے دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں''۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ ہر قسم کے طاغوت کا انکار نہ کردے۔مندرجہ ذیل آیت کریمہ اس پر دلالت کناں ہے:

﴿ فَمَنْ يَّكْفُرُ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لاَ انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة:٢٥٦]

''تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے''۔

رشد وہدایت رحمت دوعالم ﷺ کا دین حنیف اور گمراہی وغی ابوجہل کے طریقے کا نام اور عروۃ الوثقیٰ لا الٰہ الاّ اللّٰہ کی شہادت دینا ہے اور کلمہ شہادت نفی واثبات کو متضمن ہے۔

بایں معنی کہ عبادت کی تمام اقسام کی غیر اللہ سے نفی کرتا ہے۔اور عبادت کی تمام اقسام کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے ثابت کرتا ہے۔

﴿......تمّت الرّسالة ......﴾

اربع قواعد من
قواعد الدين

تاليف

مجدد الدّعوة الاسلامية شيخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

١١١٥ھ ـــــــــ ١٢٠٦ھ

ترجمہ وتفہیم

مولانا محمود احمد غضنفر

(مبعوث دار الافتاء السعودية)

المكتب التعاونى للدّعوة وتوعية الجاليات بالرّبوة

Islamic Propagation Office in Rabvah

P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

میں عرش عظیم کے مالک اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ میں آپ کے لئے دعا گو ہوں کہ وہ دنیا وآخرت میں آپ کا نگہبان ہو، ہمیشہ کیلئے آپ کو بابرکت بنائے اور ان لوگوں کے زمرے میں شامل کر دے جنہیں جب کوئی نعمت حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں اور جب مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو صبر کا مظاہر کرتے ہیں اور جب کبھی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ تینوں حالتیں سعادت کی علامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ملّت ابراہیم علیہ السلام اس بات کا نام ہے کہ تم پورے اخلاص ومحبت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس نے تمام لوگوں کو اسی کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾[الذاریات:٥٦]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں''۔

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خالصتاً اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ جو عبادت توحید کے بغیر ہوگی وہ عبادت نہیں کہلائے گی۔ جیسا کہ بغیر وضو کے نماز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

جس وقت عبادت میں شرک داخل ہو جائے تو عبادت فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ وضو کی حالت میں ہوا کے خارج ہونے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسَهُمْ بِالْكُفْرِ اُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالَهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُوْنَ﴾[التوبۃ:١٧]

''مشرکوں کو زیبا نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں۔ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے''۔

آپ کو یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ شرک کی آمیزش عبادت کو فاسد کر دیتی ہے۔شرک ایک ایسی لعنت ہے جس کے ارتکاب سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔اور یہ مشرک کو ابدی جہنم کا مستحق بنا دیتا ہے۔اس لیے یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس کے متعلق تمام تر معلومات حاصل کرنا ازحد ضروری ہیں تاکہ آپ اس کے جال سے بچ سکیں۔شرک سے متعلق اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴾ [النساء:٤٨]

''بلاشبہ اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے گا''۔

اور یہ مسئلہ دین کے ان چار بنیادی اصولوں کو سمجھ لینے سے ذہن نشین ہوگا جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا ہے:۔

پہلا اصول:۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ وہ کفار جن کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے جنگیں لڑی وہ اس بات کے اقراری تھے کہ اللہ تعالیٰ خالق، رازق، زندگی و موت دینے والا اور کائنات کے تمام تر معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے۔یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل نہیں سمجھے گئے۔بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمْ مَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارُ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتَ وَمَنْ يَّخْرُجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيَّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰه فَقُلْ اَفَلاَ تَتَّقُوْنَ ﴾ [یونس:٣١]

''(ان سے) پوچھو کہ تمہیں آسمان وزمین میں رزق کون دیتا ہے یا(تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور بے جان سے جاندار کو کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کو کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا کون انتظام کرتا ہے۔جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ! تو کہو پھر تم (خدا) سے ڈرتے کیوں نہیں''۔

دوسرا اصول:۔

مشرکین کا یہ کہنا کہ ہم صالحین کی قبروں کی طرف متوجہ ہوکر اس لیے انہیں پکارتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔ہم ان کی سفارش اور قرب کے ذریعے ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں چاہتے۔ان کے اس عقیدے کی دلیل قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں پائی جاتی ہے۔

﴿ وَالَّـذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ٥ اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّار ٥﴾

[الــزمر:۳]

''اور جن لوگوں نے (اللہ) کے سوا اور دوست بنائے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کا فصلہ کردے گا۔بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ناشکر گزار ہے''۔

شفاعت کی دلیل اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد میں پائی جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَعْبُـدُوْنَ مِـنْ دُوْنِ الـلّٰهِ مَالاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰـؤُلاَءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْـدَاللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا يَعْلَمُ فِىْ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالىٰ عَمَّا يُشْرِكُـوْنَ ٥﴾[یونس:۱۸]

''اور یہ(لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور نہ ہی

انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین پر۔ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے''۔

شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) منفی شفاعت (۲) مثبت شفاعت

منفی شفاعت اسے کہتے ہیں جو غیر اللہ سے کی جائے اور وہ اس پر قادر نہ ہو۔

بطور دلیل یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

﴿ **يَـا اَيُّـهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰـكُمْ مِنْ قَبْلُ اَنْ يَّاتِيَ يَوْمٌ لَّابَيْعٌ فِيْهِ وَلَاخلة وَلاَ شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ** O﴾ [البقرة:٢٥٤]

''اے ایمان والوں جو (مال) ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے گی اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں''۔

قیامت کے روز شفاعت کرنے والے کی عزت وتکریم سفارش کی بنا پر ہوگی۔ اور سفارش کی اجازت بھی اسی کے حق میں ملے گی جس کا کوئی قول یا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی کسی کے لیے سفارش نہیں کر سکے گا۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿**مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ** ﴾ [البقرة:٢٥٥]

''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر (کسی کی) سفارش کرے گا''۔

تیسرا اصول:۔

نبی اکرم ﷺ کا ظہور ان لوگوں میں جو کائنات کی متعدد اشیاء کے پجاری تھے۔ان میں ایسے بھی تھے جو چانداورسورج کی پوجا کرتے تھے اور ایسے بھی تھے جو صالحین کی بندگی کرتے اور ایسے بھی تھے جو انبیاء کرام' ملائکہ قربین اور حجر وشجر کے پجاری تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے بلاتفریق تمام کے خلاف جہاد کیا۔بطور دلیل یہ آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لاَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ وَيَكُوْن الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ﴾ [البقرة:۱۹۳]

''اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہوجائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہوجائے''۔

عبادتِ شمس وقمر کی دلیل:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَار وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَلاَ لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَO﴾ [حم السجدة:۳۷]

''رات اور دن' سورج اور چانداس کی نشانیوں میں سے ہیں۔تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم خاص اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو''۔

عبادتِ صالحین کی دلیل:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿قَلِ ادْعُوْا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهِ فَلاَ يَمْلِكُوْنَ كَشْفُ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلاَ تَحْوِيْلاًO اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ اِنَّ عَذَاب رَبِّکَ كَانَ مَحْذُوْراً ۝﴾

[بنی اسرائیل:۵۷]

''کہہ دو (مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود) ہونے کا گمان ہے ان کو بلا دیکھو وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۔ یہ لوگ جن کو (اللہ کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں اللہ کا زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ۔ بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے''۔

عبادتِ ملائکہ کی دلیل:۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلاَئِكَةُ اَهٰؤُلاءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحَانَکَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لاَيَمْلِکُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعاً وَلاَضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ ﴾ [سورة سبا:٤٢]

''جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر انہیں کو مانتے تھے۔ تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے''۔

عبادت انبیاء کی دلیل:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ واذا قال اللّٰہ یاعیسی ابن مریم اانت قلب للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتُہ فقد علمتہ تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب 0 ماقلتُ لھم الا ما امرتنی بہ ان عبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلمّا توفیتنی کنت انت الرّقیب علیھم وانت علی کل شیء شھیدٍ 0 ان تعذّبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فان انت العزیز الحکیم 0 ﴾[المائدۃ:۱۱۸]

''اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بناؤ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے میرے لئے کیسے لائق تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوگا تو تجھے معلوم ہوگا کیونکہ جو بات میرے دل میں ہے اسے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے میں اسے نہیں جانتا۔ بیشک تو علام الغیوب ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کی خبر رکھتا رہا اور جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تُو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے''۔

عبادتِ شجر و حجر کی دلیل:۔

ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ حنین کے لئے نکلے۔ صورت حال یہ تھی کہ ہم ابھی تازہ

ترین مسلمان ہوئے تھے۔ہم نے دیکھا کہ مشرکین ایک بیری کے درخت کو متبرک سمجھتے ہیں اور وہاں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے اپنا اسلحہ اس کے ساتھ لٹکاتے ہیں اور اسے ذاتِ انواط کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا ہمارے لیے بھی اس ذاتِ انواط جیسا کوئی مقام مقرر فرما دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! پہلی قوموں کی ایسی ہی عادات رہی ہیں۔بخدا! تم نے تو ویسا ہی مطالبہ کیا جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا۔

جس کا قرآن مجید نے یوں تذکرہ فرمایا ہے:

﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰی اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾ [الاعراف:۱۳۹]

''(بنی اسرائیل) کہنے لگے اے موسیٰ! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لیے بھی ایک معبود بنادو۔موسیٰ نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔یہ لوگ جس (شغل) میں پھنسے ہوئے ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں بیہودہ ہیں اور یہ بھی کہا بھلا میں اللہ کے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں۔حالانکہ اس نے تمہیں تمام اہل عالم پر فضیلت بخشی ہے''۔

چوتھا اصول:۔

ہمارے دور کے مشرک قرونِ اولیٰ کے مشرکین سے بھی دو قدم آگے ہیں۔قرونِ اولیٰ کے مشرک مصائب کے وقت اللہ ہی کو پکارتے اور زمانہ خوشحالی میں شرک کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔لیکن ہمارے دور کے مشرک خوشحالی کے ایام ہوں یا تنگدستی کے۔ہر دو صورت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور دائمی طور پر شرک میں مبتلا رہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک سے واضح ہوتا ہے:

﴿ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعُو اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلیٰ الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ 0 لِیَكْفُرُوْا مَا اٰتَیْنَاهُمْ وَلِیَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ یَعْمَلُوْنَ 0﴾[العنكبوت:٦٦]

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اور خالص اس کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔تا کہ جو ہم نے انہیں بخشا ہے اس کی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا''۔

﴿............والحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین............﴾

رسالہ

احکام الصّلوٰۃ

تالیف

مجدد الدّعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمیؒ

۱۱۱۵ھ ــــــــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاء اللہ ثاقب

المکتب التعاونی للدّعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالرّبوۃ
Islamic Propagation Office in Rabvah
P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب شروط الصّلوٰة

نماز کی (۹) شرطیں ہیں:

{۱} مسلمان ہونا

{۲} عقل مند ہونا

{۳} صحیح اور غلط میں امتیاز کرنا

{۴} پاک وصاف ہونا

{۵} ستر کو ڈھانپنا

{۶} نماز کے وقت کا علم ہونا

{۷} قبلہ رخ ہونا

{۸} نیت کرنا

باب ارکان الصّلوة:۔

نماز کے (۱۴) ارکان ہیں:

{۱} قیام پر قدرت رکھنا

{۲} تکبیر تحریمہ کہنا

{۳} سورۃ فاتحہ پڑھنا

{۴} رکوع کرنا

{۵} رکوع سے اٹھنا

{۶} رکوع سے اٹھ کر اعضاء کو اعتدال پر لانا

{۷} سجدہ کرنا

{۸} سجدہ سے اٹھنا

{۹} دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

{۱۰} مندرجہ بالا تمام حالتوں میں اطمینان

{۱۱} ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھنا

{۱۲} آخری تشہد

{۱۳} تشہد میں بیٹھنا

{۱۴} پہلا سلام پھیرنا

باب مبطلات الصلوٰۃ:۔

نماز کو ضائع کرنے والے (۸) کام ہیں:

{۱} جان بوجھ کر بات کرنا

{۲} ہنسنا

{۳} کھانا

{۴} پینا

{۵} ستر کو ننگا کرنا

{۶} قبلہ سے منہ پھیرنا

{۷} بہت سی بے ہودہ حرکتیں کرنا

{۸} نجاست کا خارج ہونا

باب واجبات الصّلوٰۃ:۔

نماز (۸) کام واجب ہیں۔

{۱} تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام تکبیرات کہنا

{۲} امام اور مقتدی کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

{۳} ربنا ولک الحمد کہنا

{۴} رکوع میں تسبیحات کہنا

{۵} سجدہ میں تسبیحات کہنا

{۶} دونوں سجدوں کے درمیان ربّ اغفرلی کہنا۔ یہ تسبیح ایک بار کہنا واجب ہے

{۷} پہلا تشہد۔ کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں ساری زندگی پہلے تشہد میں بیٹھتے رہے۔ اور اس کا حکم بھی فرمایا۔ نیز ایک بار بھول گئے تو یاد آنے پر سجدہ سہو کیا۔

{۸} پہلے تشہد میں بیٹھنا

باب فرائض الوضوء

وضو میں (٦) کام فرض ہیں:

{١} چہرے کو دھونا

{٢} دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا

{٣} پورے سر کا مسح کرنا

{٤} دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا

{٥} ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھنا

{٦} یکے بعد دیگرے اعضاء کو دھونا

باب شروط الوضوء:۔

وضو میں (٥) شرطیں ہیں:

{١} پانی کا پاک ہونا

{٢} انسان کا مسلمان اور باتمیز ہونا

{٣} کسی مانع وضو کا نہ ہونا

{٤} چمڑے تک پانی پہنچنا

{٥} وقت کا صحیح تعین ہونا

باب نواقض الوضوء:۔

وضو(۸)چیزوں سےٹوٹ جاتا ہے:

{۸} سبیلین سے کسی چیز کا خارج ہونا

{۸} بدن سے کسی چیز کا حد سے زیادہ نکلنا

{۸} نیند یا کسی بھی وجہ سے عقل کا زائل ہونا

{۸} شہوت سے عورت کو چھونا

{۸} دبر یا عضو خاص کو ہاتھ لگانا

{۸} میت کو غسل دینا

{۸} اُونٹ کا گوشت کھانا

{۸} مرتد ہوجانا

﴿......اعاذنا اللّٰہ منھا ......﴾

﴿......واللّٰہ اعلم ......﴾

﴿......تمت الرسالة......﴾

الـعـقيدة الـطحاوية

تالیف

حجۃ الاسلام

ابو جعفر الوراق الطحاویؒ

ترجمہ وتفہیم

مولانا محمود احمد غضنفر

(مبعوث دارالافتاء السعودیۃ)

الـمكتب التعاونى للدّعوة وتوعية الـجالـيات بالرّبوة
Islamic Propagation Office in Rabvah
P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065
FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com
http://www.islamhouse.com

سلسلہ نسب:۔

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامه بن سلمه بن عبدالملک بن سلمه بن سليم بن سليمان بن جواب الزدى الطحاوى رحمة الله عليه .

صحراءمصر کی ایک بستی کی طرف سی منسوب ہونے پرطحاوی کے نام سے مشہور ہوئے۔

پیدائش:۔

علامہ طحاوی ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:۔

سن بلوغت کو پہنچے تو تحصیل علم کیلئے مصر منتقل ہوگئے۔ابتداء میں اپنے خالو اسماعیل بن یحییٰ المازنیؒ سے علم حاصل کیا۔ جیسے ہی علم میں وسعت پیدا ہوتی گئی ویسے ہی مسائل فقہیہ میں انہاک بڑھتا گیا۔علامہ موصوف نے تین صد شیوخ سے کسب فیض اورتربیت حاصل کی۔

مصر میں آنے والے ہر عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے تبادلہ خیال کریں۔اس طرح آپ متنوع قسم کے علوم سے مستفیض ہوئے۔اور علمی میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ بہت بڑے امام،محدّث، فقیہ اور محافظِ دین کہلائے۔

علامہ ابن یونس رحمہ اللہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، جید عالم، فقیہ اور ایسے دانشمند تھے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں:

''امام طحاویؒ بہت بڑے فقیہ، محدث، حافظ، معروف شخصیت، ثقہ راوی، جید عالم اور زیرک انسان تھے''۔

علامہ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں رقم طراز ہیں:

''علامہ طحاویؒ جید عالم اور بلند پایہ محدّث تھے''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر:۔

علامہ طحاویؒ امام ابوحنیفہؒ کے طرزِ استدلال سے بہت زیادہ متاثر تھے۔اس لئے عمر بھر حنفی مسلک کی نشر واشاعت کرتے رہے۔اسی بنا پر آپ کو حنفی مسلک کا بہت بڑا وکیل سمجھا جاتا تھا۔

تصانیف:۔

{۱} العقیدۃ الطحاویہ:

بظاہر یہ چھوٹی سی کتاب ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے عظیم تر کتاب متصور ہوتی ہے۔اس چھوٹی سی کتاب کے بارے میں علماء کا تبصرہ یہ ہے کہ:

''علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقیدۃ الطحاویۃ'' میں ہر وہ چیز جمع کر دی ہے جس کی ہر مسلمان کو ضرورت تھی''۔

{۲} معانی الآثار

{۳} مشکل الآثار

{۴} احکام القران

{۵} المختصر

{۶} الشروط

{۷} شرح الجامع الکبیر

{۸} شرح الجامع الصغیر

{۹} النوادر الفقہیہ

{۱۰} الرد علی ابی عبید

{۱۱} الرد علی عیسیٰ بن ابان

وفات:۔

ذی القعدۃ ۳۲۱ بروز جمعرات کو وفات پائی۔اور قرافہ نامی بستی میں دفن کئے گئے۔

﴿......رحمه الله رحمة واسعة ......﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

توحیدِ باری تعالیٰ

توفیق ایزدی کے ساتھ توحیدِ باری تعالیٰ سے متعلق ہم اس اعتقاد کا اعلان کرتے ہیں:

{۱}......

بلاشبہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

{۲}......

کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی مثل نہیں کر سکتی۔

{۳}......

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

{۴}......

اور نہ ہی اسے کوئی عاجز کر سکتی ہے۔

{۵}......

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

{۶}......

وہ قدیم ہے جس کوئی ابتدا نہیں اور وہ دائم ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

{۷}......

وہ ذات نہ فنا ہوگی اور نہ ہی ختم ہونے والی ہے۔

{۸}......

اس جہاں میں وہی کچھ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔

{۹}......

انسانی خیالات اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔اور نہ عقل اس کا ادراک کرسکتی ہے۔

{۱۰}......

مخلوق کے ساتھ اس کی تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔

{۱۱}......

وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی وہ محافظ ہے اسے نیند نہیں آتی۔
وہ سب کائنات کا خالق ہے حالانکہ اس کو کوئی حاجت نہیں اور وہ سب کا رازق ہے بغیر کسی تکلیف کے۔

{۱۲}......

وہ سب کو موت کی نیند سلا دینے والا ہے بغیر کسی ڈر کے اور سب کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہے بغیر کسی مشقت کے۔

{۱۳}......

وہ ہمیشہ سے اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قدیم ہے۔مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جن اوصاف سے متصف تھا۔مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اس کے کسی وصف میں اضافہ نہیں ہوا وہ اپنی جملہ صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

{۱۴}......

خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اپنے لئے خالق کا نام وضع نہیں کیا۔اور نہ

ہی (بریت) کو معرض وجود میں لاکر ''باری'' کا نام اختیار کیا۔

{۱۵}......

خداوند ذوالجلال کسی پلنے والے کے بغیر بھی ربوبیت کے مقام پر فائز ہے اور وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کے بغیر بھی خالق ہے۔

{۱۶}......

جیسا کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے کے بعد محی (زندہ کرنے والا) کہلاتا ہے بعینہ وہ زندہ کرنے سے پہلے بھی اس نام کا مستحق ہے۔اسی طرح وہ ذات مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی خالق کے نام کا استحقاق رکھتی ہے۔

{۱۷}......

وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ہر کام اس کے لئے آسان ہے۔وہ کسی کا محتاج نہیں۔اس کی کوئی مثال نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

{۱۸}......

خداوند ذوالجلال نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا کیا۔

{۱۹}......

خداوند ذوالجلال نے مخلوق کی تقدیریں بنائیں۔

{۲۰}......

اس نے مخلوق میں سے ہر ایک کا آخری وقت متعین کیا۔

{۲۱}

مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں تھی۔ اور وہ لوگوں کو پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کچھ کرنے والے ہیں۔

{۲۲}

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا اور انہیں اپنی نافرمانی سے روکا۔

{۲۳}

کائنات کی ہر چیز اس کے ارادے کے مطابق چلتی ہے۔ اس جہاں میں اسی کی مشیت نافذ العمل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

{۲۴}

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے وہ اپنے فضل وکرم سے ہر ایک کی حفاظت فرماتا ہے اور وہ عدل وانصاف کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے گمراہ، رسوا اور آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

{۲۵}

تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی حکومت میں اس کے فضل وکرم اور عدل وانصاف کے مابین زندگی کے مختلف مسائل سے دوچار ہے۔

{۲۶}

وہ ذات ہمسروں اور شرکاء سے بلند تر ہے۔

{۲۷}

اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کے حکم کا کوئی تعاقب نہیں کر سکتا اور

اس کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں۔

{۲۸}......

ہم کلیۃً (مکمل) اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یقین کامل ہے کہ ہر چیز اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت محمد ﷺ:۔

{۲۹}......

بلاشبہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کے منتخب نبی اور پسندیدہ رسول ہیں۔

{۳۱}......

آپ ﷺ خاتم الانبیاء امام الاتقیاء سید المرسلین اور پروردگار عالم کے محبوب ہیں۔

{۳۱}......

آپ ﷺ کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور جہالت ہے۔

{۳۲}......

آپ ﷺ جن وانس اور پوری کائنات کی طرف حق وصداقت' رشد وہدایت اورنور رضیاء کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

قرآن مجید:۔

{۳۳}......

بلاشبہ قرآن مجید کا کلام ہے۔اس کتاب سے بغیر کسی کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

بات کا اظہار ہوتا ہے۔اس کتاب کواللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السام پر وحی کی صورت میں نازل فرمایا۔مومنین نے حق سمجھتے ہوئے اس کی تصدیق کی اور وہ اس بات پر یقین لے آئے کہ یہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔یہ انسانوں کے کلام کی طرح مخلوق نہیں ہے۔جس نے اس سنا اور دل میں اس بات کا یقین لے آیا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے۔تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان کی مذمت کی ہے اور اسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان کی مذمت کی ہے اور اسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿......سَأُصْلِيْهِ سَقَر ......﴾

''عنقریب اسے جہنم واصل کردوں گا''۔

اور یہ حکم اس انسان سے متعلق ہے جس نے اس بات کا اظہار کیا:

﴿......اِنْ هٰذَا اِلَّا الْقَوْلُ الْبَشَرِ ......﴾

''یہ تو ایک انسان کی بات ہے''۔

ہم نے اس حقیقت کو جان لیا اور یقین لے آئے کہ یہ خالق بشر کا قول ہے اور یہ انسان کے کلام سے مشابہہ نہیں ہے۔

﴿......{۲۹}

جس نے اللہ تعالیٰ کے اوصاف کی انسان کے اوصاف کے ساتھ تشبیہ دی اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔جس نے اس میں بنظرِ بصیرت غور کیا اس نے نصیحت حاصل کی اور کفار کے اقوال ونظریات کے بچ نکلا اور وہ اس حقیقت کو جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات انسان کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتی ہیں۔

اہل جنت کا اپنے پروردگار بر حق ہے لیکن یہ امت رؤیت بغیر کسی احاطہ اور کیفیت کے ہوگی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

﴿ وجوہ یومئذ ناظرۃ الیٰ ربّھا ناظرۃ ﴾

''اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہوں گے''۔

اس کی تفسیر وہی قابل قبول ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور علم کے مطابق ہوگی۔ اور اس ضمن میں جتنی بھی رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث وارد ہیں وہ سب معتبر متصور ہوں گی۔ ''تفسیر علی ماارادہ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اس کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی رائے اور ذاتی خواہش کو فوقیت نہیں دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسی انسان کا دین محفوظ رہتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے سپرد کر دے اور جس مسئلے میں اشتباہ پید ہو جائے اس کی وضاحت کے لیے کسی عالِم کی طرف رجوع کرے۔

﴿{۳۶}......﴾

جو کتاب وسنت کے دلائل کو تسلیم نہیں کرتا اس کا اسلام لانا ہی ثابت نہیں ہوتا۔ جس نے بغیر علم کے اصول دین میں گفتگو کی اور اس کی فہم وبصیرت نے تسلیم ورضا کا انداز اختیار نہ کیا اسے خالص توحید، معرفت دین اور صحیح ایمان نصیب نہیں ہوسکتا بلکہ وہ کفر ایمان، تصدیق وتکذیب، اور اقرار وانکار کے درمیان مذبذب رہتا ہے۔ اس کی حالت ہمیشہ شکی المزاج اور وسوسوں میں مبتلا انسان کی سی ہو جاتی ہے نہ تو وہ تصدیق کرنے والا مومن رہتا ہے اور نہ ہی تکذیب کرنے والا منکر۔

﴿{۳۷}......﴾

اہل جنت کا خداوند ذوالجلال کو کسی معین کیفیت میں دیکھنا ثابت نہیں۔ رب ذوالجلال والاکرام کی طرف منسوب صفات کو بغیر کسی تاویل کے تسلیم کر لینا ہی مسلمانوں کا وطیرہ ہے۔

جو بھی نفی یا تشبیہ ذات کا مرتکب ہوا وہ راہ حق سے پھسل گیا ہمارا پروردگار اللہ عزوجل یکتا و بے مثل ہے۔

[اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو مطلقاً دیکھنا تو ثابت ہے لیکن دیکھنے کی کیفیت متعین نہیں کی جاسکتی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی خاص شکل کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اس جملہ میں مشتبہ اور معطلہ ہر دو فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ مجسمہ اور مشبہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم اور اعضاء ہیں اور وہ باقاعدہ ان کی تشبیہ دیتے ہیں۔

اور معطلہ کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ کائنات کی ہر چیز میں موجود ہے اور وہ اپنی مخلوقات میں حلول کئے ہوئے ہے۔ اور جہاتِ ستہ (یعنی مشرق، مغرب، شمال، جنوب، اوپر اور نیچے) میں گھرا ہوا ہے۔

حالانکہ اللہ عزوجل ان تمام کیفیات سے بالاتر اور پاکیزہ ہے۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ O﴾

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے''۔

اللہ پاک عظمت و جلال اور تمام تر صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے اور اپنی ذات کے ساتھ ساتھ عرشِ معلیٰ پر مستوی ہے۔ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اس کی ہم تشبیہ نہیں دے سکتے۔ بلکہ ہم اس کی تمام تر صفات کو بعینہٖ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان حقائق میں کسی حقیقت کی تاویل نہیں کرتے]

{۳۸}......

اللہ عزوجل حدود و قیود اور جسمانی ارکان و اعضاء سے بالاتر ہے اور نہ ہی عام اشیاء کی طرح جہاتِ ستہ اس پر حاوی ہے۔

{۳۹}......

معراج برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی اور بیداری کے عالم میں آپ کے جسد اطہر کو معراج کرایا۔ پھر بلندیوں پر اللہ تعالیٰ نے جہاں تک چاہا لے گیا۔ اور اپنی منشاء کے مطابق آپ کو عزت بخشی۔

﴿......فأوحىٰ الى عبده ما أوحىٰ ماكذب الفوأد مارأى ......﴾

دنیاوآخرت میں آپ ﷺ پر درودوسلام ہو۔

{۴۰}......

حوضِ کوثر برحق ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی اوراسے امت کی سیرابی کا ذریعہ بنایا۔

{۴۱}......

امت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت بھی برحق ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

{۴۲}......

آدم علیہ السلام اوراولادِ آدم سے اللہ تعالیٰ نے جو میثاق لیا وہ بھی برحق ہے۔

{۴۳}......

اللہ تعالیٰ کوازل سے ان لوگوں کا علم ہے جو جنت میں جائیں گے اوران کا بھی جوواصل ہوں گے اس میں نہ کسی کا اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی۔

{۴۴}......

لوگوں کے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں جوانہوں نے مستقبل میں سرانجام دینے ہیں ہرآدمی کووہی میسر کام آتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا۔اعمال انجام کے اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں۔نیک بخت وہ ہے جس کے حق میں تقدیر ہو۔اور بد بخت وہ ہے تقدیرالٰہی جس کے خلاف ہو۔

{۴۲}......

تقدیر کی حقیقت ہی یہی ہے کہ یہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے اس سے نہ تو کوئی مقرب فرشتہ آگاہ ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل ۔ بلکہ تقدیر میں غور وفکر، پشیمانی، محرومی اور سرکشی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مسئلہ تقدیر میں غور وفکر سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم اپنی مخلوق سے سمیٹ لیا اور اس میں فکر کے گھوڑے دوڑانے سے روک دیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لاَ يُسْأَلُ اللّٰهُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُم يُسْأَلُوْنَ ﴾ [الانبیاء:۲۳]

''وہ جو کام کرتا ہے اس سے پرسش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں) اس کی پرسش ہوگی''۔

جس نے یہ پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے یہ کام کیوں کیا۔ اس نے قرآن مجید کے حکم کو مسترد کیا اور جس نے اس کے حکم کو مسترد کیا وہ زمرۂ کفار میں شامل ہوگیا۔

{۴۶}......

منزل من اللہ شریعت کو اعتقاداً اور عملاً ان اولیاء اللہ نے تسلیم کیا۔ جس کے دل منور تھے ۔ اور یہ مقام راسخین فی العلم کو نصیب ہوتا ہے۔ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم مخلوق میں موجود ہے اور دوسرا علم مخلوق میں ناپید ہے۔ موجود علم کا انکار اور مفقود علم کا دعویٰ کفر ہے۔

علم موجود کے قبول کرنے اور علم مفقود کو ترک کرنے سے ایمان میں مضبوطی نصیب ہوتی ہے۔

[علم موجود: شریعت کا وہ علم جو کتاب الٰہی اور سنت رسول علیہ علیہ السلام میں موجود ہے۔

علم مفقود: تقدیر الٰہی کا علم جسے اللہ تعالیٰ نے کائنات سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اور اسے اپنی مخلوق سے لپیٹ لیا ہے۔]

{۴۷}

ہم لوح وقلم اوران تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو تقدیر میں لکھ دی گئی ہیں ۔جس کام کا ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے۔ وہ بہرصورت ہو کر رہے گی ۔

اگر تمام مخلوق مل کر اس کو روکنے کی کوشش کرے وہ اس میں نا کام رہے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کام کا نہ ہونا مقدر کر دیا ہے وہ قطعاً نہیں ہوگا۔

اگر تمام مخلوق اسے سرانجام دینا چاہے تو آخر کار نا کام رہے گی۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا فیصلہ مٹ نہیں سکتا۔ جس نے خطا کی اس کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ درست کام کرتا۔ اور جس نے درست کام کیا اس کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ خطا کرتا۔

{۴۸}

بندگانِ خدا کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اس کی حقیقت کو اچھی طرح جان لیں جو کچھ کائنات میں ہو رہا ہے وہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اس کے متعلق مستحکم اور نہ بدلنے والا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ اس فیصلے کو نہ تو کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے فیصلوں کو زائل کر سکتا۔ اور نہ ہی ان کو بدل سکتا ہے۔ نہ ان میں کمی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ان میں اضافے کی استطاعت رکھتا ہے۔

ان حقائق کو تسلیم کرنا ایمان کی پختگی، معرف کی بنیاد، توحید باری تعالیٰ اور اس کی ربوبیت کا اعتراف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ ﴾ [الفرقان:۲]

''اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک انداز ٹھہرایا''۔

﴿ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۝ ﴾ [الاحزاب:۳۸]

''اور خدا کا حکم مقدر ہو چکا تھا''۔

ہلاکت ہے اس انسان کے لئے جو تقدیر الٰہی کے مسائل میں جھگڑالو بنا اور بیمار دل کے ساتھ تقدیر کے مسائل میں غور وخوض کرنے لگا۔ اپنے وہم وگمان کے مطابق غیب کی بحث وتمحیص میں چھپے ہوئے راز ہائے خداوندی کو تلاش کرنے لگا۔ اور تقدیر کے مسائل کو بیان کرنے میں کذاب اور افتراء پرداز بن گیا۔

{۴۹}

عرشِ الٰہی اور کرسی برحق ہیں۔

{۵۰}

ربّ ذوالجلال والاکرام عرش اور اس سے کم تر اشیاء سے بے نیاز ہے۔

{۵۱}

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غلبہ اور فوقیت رکھتا ہے اور اس نے مخلوق کو اپنے احاطے سے عاجز کردیا۔

{۵۲}

پورے ایمان، صدق دل اور تسلیم ورضا سے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کے درجے پر فائز کیا۔

{۵۳}

ہم ملائکہ، انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر نازل کردہ تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام واضح حق پر تھے۔

{۵۴}......

ہم اہل قبلہ کو اس وقت مسلمان ومومن سمجھتے ہیں جب تک وہ شریعت کے معترف رہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور اس کے تمام اقوال واحادیث کو صدقِ دل سے تسلیم کرتے رہیں۔

{۵۵}......

ہم ذات خدا میں غور وغوض نہیں کرتے اور نہ ہی دین الٰہی میں ایک جھگڑالو کردار ادا کرتے ہیں۔

{۵۶}......

ہم قرآن کے ظاہر اور معانی میں جھگڑا نہیں کرتے بلکہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ پروردگارِ عالم کا کلام ہے۔ جبریل علیہ السلام اسے لے کر نازل ہوئے اور سید المرسلین علیہ السلام کو یہ کلام سکھلایا' بلاشبہ یہ کلام الٰہی ہے۔ مخلوق کا کلام اس کے مساوی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہم کلامِ الٰہی کو مخلوق کہتے ہیں۔ ہم کسی بھی مسئلہ میں جماعت المسلمین کی مخالفت نہیں کرتے۔

{۵۷}......

ہم اہل قبلہ کو کسی گناہ کی بنا پر کافر قرار نہیں دیتے تاوقتیکہ وہ اس گناہ کو اعتقادی اعتبار سے جائز سمجھنے لگیں۔

{۵۸}......

اور نہ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ گناہ مومن کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔

{۵۹}......

ہم مومنین سے محسنین کے متعلق امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا

اورانہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔لیکن جنت میں یقینی داخلے کی ہم گواہی نہیں دیتے۔ہم ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ہم اہل ایمان سے کسی کے جنت میں داخلے سے متعلق ڈرتے ضرور ہیں لیکن مایوس نہیں۔

{٦٠}......

بے خوفی اور ناامیدی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔اہل قبلہ کے لئے حق کا راستہ ان دونوں کے مابین ہے۔

{٦١}......

بندہ مومن دائرہ ایمان سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ ان حقائق سے انکار نہ کردے جن کی بناپرایمان میں داخل ہوا تھا۔

{٦٢}......

ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا نام ہے۔

[ایمان اقرابالسان' تصدیق بالقلب اور عمل بالارکان کے مجموعے کا نام ہے۔ایمان کی تکمیل کے لئے ان مذکورہ تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔اوراحکام الٰہیہ پر پابندی کا عمل اوراسی ایمان پر نیت اور عمل کی بنیاد پر کمی وبیشی بھی ہوتی رہتی ہے]

{٦٣}......

شریعت میں پائے جانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکامات برحق ہیں۔

{٦٥}......

ایمان ایک وحدت ہے۔اوراہل ایمان اس کی بنیاد میں برابر ہیں لیکن ایک دوسرے پر فضیلت۔خشیت الٰہی۔تقویٰ۔خواہشات نفسانی کی مخالفت اور افضل حکم پر پابندی سے عمل

کرنے کی بنیاد پر نصیب ہوتی ہے۔

{٦٥}

تمام مومن اولیاء الرحمان ہیں۔ان میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا زیادہ فرمانبردار اور قرآن مجید کا تابع ہو۔

{٦٦}

اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماویہ، رسول، یومِ آخرت، اور تقدیر الٰہی کے خیر و شر اور موافق ومخالف ہونے پر تہہ دل سے یقین کا نام ایمان ہے۔

[ایمان تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے:

ا:۔ اقرار باللسان ۲:۔ تصدی بالقلب ۳:۔ عمل بالجوارح]

{٦٧}

ہم مذکورہ تمام حقائق پر ایمان رکھے ہیں۔ہم رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے بلکہ جو وہ پیغام لائے تھے۔اس کی تہہ دل سے تصدیق کرتے ہیں۔

{٦٨}

حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے کبیرہ گناہ ارتکاب کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔لیکن وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔بشرطیکہ موت کے وقت توحید کے قائل ہوں۔کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے والے اور بحالت ایمان جان جانِ آفریں کے سپرد کرنے والے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم کے ماتحت ہوں گے۔اگر وہ چاہے تو ان کو بخش دے۔اور انہیں اپنے فضل و کرم سے معاف کردے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تذکرہ فرمایا:

﴿...... وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لمنْ يشاءُ ......﴾ [النساء:٤٨]

''(شرک) کے سوا اور جس گناہ کو چاہے معاف کر دے''۔

اگر وہ چاہے تو انہیں جہنم میں اپنے عدل وانصاف کے مطابق سزا دے۔ پھر انہیں اس سے اپنی رحمت اور اپنے نیک بندوں کی سفارش کی بنا پر نکال دے اور انہیں جنت میں داخل کر دے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ اور انہیں ان منکرین کی طرح دنیا وآخرت میں ہمیشہ کے لئے رسوا نہیں کرے گا۔ جو منکرین ہدایتِ الٰہی سے خائب وخاسر رہے اور اس کی ولائت کو نہ پہنچ سکے۔

{۶۹}......

ہم اہل قبلہ میں سے ہر نیک وفاجر امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست سمجھتے ہیں اور اسی طرح ہر دو پر نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز سمجھتے ہیں۔

{۷۱}......

ہم کسی کو جنتی یا جہنمی قرار نہیں دیتے اور نہ ہی کسی پر کفر، شرک یا نفاق کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ تاوقتیکہ ان چیزوں کا اس سے ظہور نہ ہو جائے۔ ہم ان کے راز ہائے دروں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

{۷۲}......

ہم مسلمان حکمران کی بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے اگر چہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہ ہی ہم انہیں بددعا دیتے ہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہیں۔ جب تک وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں۔ ہم ان کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان کے لئے اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔

{۷۳}......

ہم سنت کی پیروی کرتے ہیں اور جماعت المسلمین سے علیحدگی ان کی مخالفت اور

افتراق سے اجتناب کرتے ہیں۔

{۷۴}

ہم اہل عدل وامانت سے محبت کرتے ہیں' ظالموں اور خیانت کا ارتکاب کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں۔

{۷۵}

علم دین میں سے اگر کوئی چیز ہم پر مشتبہ ہوجائے۔تو ہم اس مقام پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

{۷٦}

سنت کی تعلیمات کے مطابق سفر وحضر میں ہم موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

{۷۷}

مسلمانوں میں سے نیک وبد حکمرانوں کے ساتھ ساتھ حج اور جہاد بھی قیامت تک جاری رہیں گے۔ان کو نہ تو کوئی جھٹلا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں ختم کرسکتی ہے۔

{۷۸}

ہم کراماً کاتبین کو بھی تسلیم کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا محافظ بنایا ہے۔

{۷۹}

ہم ملک الموت کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے روحوں کے قبض کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔

[قرآن مجید میں ملک الموت کے الفاظ ہی مذکور ہیں۔عام لوگوں میں عزرائیل کا لفظ مشہور ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں بلکہ یہ نام اسرائیلیات میں ہے]

{۸۰}......

ہم عذاب قبر کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔لیکن اس کے لئے جو اس کا اہل ہو۔جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ہم قبر میں منکر نکیر کے سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں۔جو اللہ عزوجل' دین اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق کیے جائیں گے۔

{۸۱}......

قبر جنت کے گلستانوں میں سے ایک گلستان ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

{۸۲}......

ہم موت کے بعد دوبارہ اٹھنے' قیامت کے روز اعمال کی جزا' حساب وکتاب' اعمال نامے کی قرأت' ثواب وعقاب' پل صراط اور میزان جیسے حقائق کو تہہ دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

{۸۳}......

جنت اور دوزخ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں۔جو کبھی فنا نہیں ہوں گی۔اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو انسان کے پیدا کرنے سے پہلے بنایا اور ان کا اہل بھی پیدا کیا۔ان میں سے جسے چاہے گا اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کردے گا۔اور جسے چاہے گا اپنے عدل وانصاف کے ساتھ جہنم رسید کردے گا۔ہر انسان وہی کام سرانجام دیتا ہے جس کے لیے اسے فارغ کردیا گیا ہو اور اس سے وہی کچھ ہوتا ہے جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہو۔

{۸۴}......

خیر وشر بندگانِ خدا کا مقدر ہے۔

{۸۵}

وہ استطاعت جس سے عمل واجب ہو جاتا ہے۔ اس استطاعت کو دوسرے لفظوں میں توفیق ایزدی کہتے ہیں۔ اس سے مخلوق کو متصف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اور عمل لازم وملزوم ہیں۔ اور وہ استطاعت جو صحت، وسعت، قدرت اور موافق اسباب کی صورت میں مہیا ہوتی ہے۔ اس کا وجود عمل سے پہلے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا درج ذیل ارشاد اسی سے متعلق ہے:

﴿...... لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلاَّ وُسْعَهَا ......﴾ [البقرة:٢٨٦]

''اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''۔

{۸۶}

بندگانِ خدا کے افعال اللہ کی مخلوق اور بندوں کا کسب ہیں۔

{۸۷}

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو انہیں کاموں کا مکلّف ٹھہرایا ہے جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں۔ ﴿ لاحول ولا قوة الا باللّٰه ﴾ کا مفہوم بھی یہی ہے۔

ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کائنات میں کسی کا کوئی بس نہیں چلتا۔ نہ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر حرکت کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کوئی اس کی نافرمانی سے بچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی توفیق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر گامزن ہو سکتا ہے۔

{۸۸}

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی منشا، اس کے علم اور قضا وقدرت سے جاری وساری ہے۔ اس کی مشیت سب کے ارادوں پر غالب ہے۔ جو وہ چاہتا ہے، کرتا ہے۔ وہ ذات کسی پر ظلم نہیں کرتی۔ وہ ہر قسم کے عیب اور ناگوار چیزوں سے پاک ہے۔

﴿...... لايُسْأَلُ عمّا يفعل وهم يسألون ...... ﴾ [الانبیاء: ۲۳]

''وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرسش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) پرسش ہوگی''۔

{۸۹}......

زندوں کا دعا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا مردوں کے لئے نفع بخش ہے۔

{۹۰}......

اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول اور درجات کو پورا کرتا ہے۔

{۹۱}......

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے اور وہ خود کسی کا مملوک نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک لحظہ بھی کوئی بے نیاز ہو گیا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور وہ ہلاک زدہ لوگوں میں شمار ہو گیا۔

{۹۲}......

اللہ تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اور خوش بھی لیکن اس کی ناراضگی اور خوشی مخلوق جیسی نہیں ہوتی۔

{۹۳}......

ہم اصحاب رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اس سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھتا ہے۔

ہم اس سے بھی بغض رکھتے ہیں جو ان کا اچھے انداز میں نام نہیں لیتا۔ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ انتہائی محبت بھرے انداز سے کرتے ہیں۔

صحابہؓ کی محبت دین، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض، کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق جن کا رسول اللہ ﷺ نے نام لیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ ہم ان کے جنتی ہونے کی گواہی اس بنا پر دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کی گواہی دی۔

اور وہ دس صحابہ رضوان علیہم اجمعین یہ ہیں:

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
- حضرت سعد رضی اللہ عنہ
- حضرت سعید رضی اللہ عنہ
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

(آپ کو امین ہذہ الامۃ کا لقب بھی دیا گیا)

{۹۶}......

جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کی پاکیزہ اولاد کے متعلق اچھا تذکرہ کیا اور انہیں ہر قسم کی اخلاقی میل کچیل سے پاک سمجھا اس نے اپنے آپ کو نفاق سے بری کرلیا۔

{۹۷}

علمائے سلف اور بعد میں آنے والے ان کے پیروں کار بلاشبہ خیر و بھلائی کے خوگر اور فکر و نظر کے حامل تھے۔ ان کا تذکرہ بھی اچھے انداز میں ہونا چاہیئے۔ جس نے انہیں برے انداز میں یاد کیا وہ یقیناً راہِ راست پر نہیں ہے۔

{۹۸}

ہم کسی ولی کو کسی نبی پر فضیلت نہیں دیتے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہیکہ ایک نبی تمام اولیاء سے افضل ہے۔

{۹۹}

ہم اولیاء کرام کی کرامات کو تسلیم کرتے ہیں اور ان سے مروی ثقہ روایات کو صحیح مانتے ہیں۔

{۱۰۰}

ہم علامات قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ مثلاً: دجال کی آمد' عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے نازل ہونا' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' دابۃ الارض کا اپنی جگہ سے نکلنا۔ ان سب علامات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

{۱۰۱}

ہم کسی نجومی یا پامسٹ کو سچا نہیں سمجھتے اور نہ ہی اسے سچا مانتے ہیں جو کتاب وسنت اور اجماعِ امت کے خلاف کوئی دعویٰ کرے۔

{۱۰۲}

ہم الجماعۃ کو حق اور درست جانتے ہیں۔ اور فرقہ بندی کو کجروی اور عذاب گردانتے ہیں۔

[الجماعۃ: سے مراد جماعت المسلمین ہے اور اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرزِ عمل کو اپنائیں]

﴿......{۱۰۳}

اللہ تعالیٰ کا دین ارض وسما میں صرف ایک ہی ہے اور دین اسلام ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿......اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الاِ سْلاَمَ......﴾ [آل عمران:۱۹]

''بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے''۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿...... وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَام دِیْناً ......﴾ [المائدۃ:۳]

''اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کرلیا''۔

﴿......{۱۰۴}

یہ دین افراط وتفریط سے، تشبیہ وتعطیل جبر وقدر اور بے خوفی وناامیدی کے مابین ایک سیدھا راستہ ہے۔

یہ دین ہمارا دین ہے اور ظاہر وباطن میں یہی ہمارا اعتقاد ہے۔ ہم ہر اس انسان سے بری ہیں جس نے ان باتوں کی مخالفت کی جن کا ہم نے اس کتاب میں تذکرہ کیا۔